کئی برس تك اپنے والد کے پاس قلیل سی تنخواہ پر کام کیا اور اب علیحدہ ہو کر اپنا کام کرنا والد سے قطع رحمی تو نہیں کہلائیگی

عمل عند والده سنوات كثيرة بأجرة زهيدة ويرغب بالاستقلال بعملٍ فهل هو عقوق ؟

[urdu - اردو - أردو]

شیخ محمد صالح المنجد

ترجمہ: اسلام سوال وجواب ویب سائٹ
تنسیق: اسلام ہا ؤس ویب سائٹ

ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب
تنسيق: موقع islamhouse

2013 - 1434

كئى برس تك اپنے والد كے پاس قليل سى تنخواہ پر كام كيا اور اب عليحدہ ہو كر اپنا كام كرنا والد سے قطع رحمى تو نہيں كہلائيگى

ميرى مشكل يہ ہے كہ ميں بچپن سے ہى والد صاحب پر اعتماد كرتا رہا، ميرا سارا خرچ والد صاحب ہى برداشت كرتے رہے، اور ہر چيز لا كر دى ـ ميں اپنى تعليم اس ليے مكمل نہ كر سكا كہ والد صاحب كا اصرار تھا كہ ميں ان كے ساتھ تجارتى معاملات ميں ہاتھ بٹاؤں، اس ليے ميں نے مڈل تك ہى تعليم حاصلى كى، حالانكہ ميں ان كے ساتھ كام نہيں كرنا چاہتا تھا اس كے باوجود والد صاحب كے اصرار پر ميں نے ان كے ساتھ دينا شروع كر ديا.

اور وقت گزرنے كے ساتھ ساتھ ميں كام كرنے كا عادى بھى ہو گيا، اور تقريبا ساٹھ فيصد كام كو پسند كرنا شروع كر ديا، ميں نے والد صاحب كے ساتھ مسلسل سولہ برس تك كام كيا ہے، جس ميں كوئى واضح ترقى نہ ہوئى، يا پھر ميں محسوس كرتا ہوں كہ ميرى ايك اچھى آزمائش تھى.

اللہ تعالى والد صاحب كو جزائے خير عطا فرمائے ميرے سارے اخراجات وہى كرتے رہے، ابتدائى برسوں ميں تو ميں بغير تنخواہ كے كام كرتا رہا، والد صاحب مجھے ايك ہفتہ كا خرچ دے ديتے، يا پھر ميں انصاف كى اور سچى بات كروں تو مجھے اتنا خرچ دے ديتے جو ايك ماہ كے ليے كافى ہوتا.

ليكن يہ خرچ اتنا نہيں تھا كہ ميں اس سے كچھ بچا سكوں، اسى طرح دن گزرتے رہے، اور ميں نے شادى كرنے كا فيصلہ كيا، اللہ تعالى والد صاحب كو جزائے خير عطا فرمائے انہوں نے شادى كے اخراجات كيے، اور مجھے اپنے گھر ميں ہى ايك فليٹ رہائش كے ليے دے ديا، ميں اس نيكى كا كبھى انكار نہيں كرونگا. اس كے بعد والد صاحب نے دو ہزار ريال ميرى تنخواہ مقرر كر دى، اور كچھ سال كے بعد بڑھا كر تين ہزار كر دى، ليكن ميں محسوس كرتا تھا كہ ميں اپنے اس كام پر راضى نہيں ہوں، كيونكہ يہ تنخواہ ميرى ذاتى اور گھريلو ضروريات كے ليے كافى نہ تھى.

تين برس گزرنے كے بعد ميں نے اپنے والد صاحب كى جانب سے برا سلوك ديكھنا شروع كرديا جو بعض اوقات تو گاليوں تك پہنچ جاتى اور دوسروں كو مجھ پر فضيلت ديتے كہ تم سے تو فلاں شخص ہى اچھا ہے، اور فلاں شخص ديكھو وہ تم سے بہتر ہے...

میں محسوس کرنے لگا کہ والد صاحب دوسروں کو اچھا سمجھتے ہیں، اور انہیں راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن میرے بارہ میں ان کا رویہ اچھا نہیں میرے ساتھ معاملات اچھے نہیں کر رہے، مجھے والد صاحب کوئی کام کرنے کا کہتے اور مجھے اس کا صلہ دینے کا بھی وعدہ کرتے لیکن بعد میں فیصلہ تبدیل کرتے ہوئے اپنا وعدہ پورا نہ کرتے اور کہتے کہ مجھے تو کوئی وعدہ یاد نہیں ہے، یا پھر کہتے کہ تم نے کام میں کوتاہی کی ہے، اس کے علاوہ کئی طرح کے بہانے بنا کر انکار کر دیتے.

اس سب کچھ کے بعد انہوں نے میری تنخواہ بھی کم کر کے دو ہزار ریال کردی حالانکہ میری عمر اب سینتیس برس ہو چکی ہے، اور میں شادی شدہ ہوں اور میری اولاد بھی ہے، اور میرے ذمہ کئی قسم کی ذمہ داریاں ہیں، بلاشك آپ کو علم ہے کہ اس وقت مہنگائی کتنی ہو چکی ہے، دو ہزار ریال کس طرح ایك ماہ کے اخراجات پورے کر سکتے ہیں، اور آئندہ مستقبل کی کیا ضمانت ہو سکتی ہے ؟

اور مستقبل میں بچوں کے لیے کیا بنایا جا سکتا ہے، مجھے کئی قسم کے افکار اور سوچیں گھیرے رکھتی ہیں کہ میں کوئی اور کام کر لوں، لیکن جب بھی میں والد صاحب کا سوچتا ہوں تو مجھے پریشانی لاحق ہو جاتی ہے، اور میں خوف محسوس کرتا ہوں کہ والد صاحب اکیلے رہ جائیں گے اور وہ اس کا اثر بھی لیں گے.

اور اسی طرح میں ان کی ناراضگی کا خدشہ بھی محسوس کرتا ہوں، جب انہیں علم ہوگا کہ میں کوئی اور کام تلاش کر رہا ہوں تو وہ ناراض ہونگے، کیونکہ وہ ہر مسئلہ میں مجھ پر اعتماد کرتے ہیں، چاہے تجارت ہو یا گھر کا کام، یا خاندان کا کوئی معاملہ ہو، ہر کوئی یہی کہتا ہے کہ میں ہی اس خاندان کا سب کچھ اور محور ہوں.

وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کام کے پیچھے مجھے بہت کچھ ملتا ہے، حالانکہ فی الواقع ایسا نہیں ہے، بلکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں جو خیر پائی جاتی ہے وہ یہ کہ اللہ کے حکم سے میں حسب استطاعت اپنے والد کے ساتھ حسن سلوك کر رہا ہوں، حالانکہ مجھے وہ کچھ حاصل نہیں ہوتا جو میرے باقی بھائي حاصل کرتے ہیں.

میرے سارے بھائی مجھ سے چھوٹے ہیں، اور میں ہی سب سے بڑا ہوں، وہ سب اچھی ملازمت کر رہے ہیں اور ان میں سے سب کی کم از کم تنخواہ پانچ ہزار ریال ماہانہ ہے، اور پھر وہ غیر شادی شدہ ہیں، لیکن میری تنخواہ

صرف دو ہزار ریال ہے، مجھے علم ہے کہ میرے مقدر میں یہی ہے، اور روزی کی تقسیم تو اللہ سبحانہ و تعالی ہی کرتا ہے اس نے ہر انسان کا رزق اور اسکی زندگی اور تقدیر لکھ رکھی ہے... اللہ گواہ ہے میرا اس پر ایمان ہے کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے، اللہ نے میرے لیے جو لکھ رکھا ہے میں اس پر راضی ہوں، اللہ سبحانہ و تعالی نے انسان کے لیے بہتر ہی لکھا ہے، ہر حالت میں اللہ سبحانہ و تعالی کا شکر ہے.

لیکن انسان طبعی طور پر کمزور واقع ہوا ہے، اور وہ بعض اوقات دنیاوی امور کی طرف مائل ہو کر اس کی جانب جھك جاتا ہے، کہ وہ اپنے کسی دوست یا کسی رشتہ دار یا پھر اپنے ارد گرد رہنے والوں کو دیکھتا اور کہتا ہے کہ: میں بھی ان جیسی صفات کا مالك کیوں نہیں، وہ اچھا لباس زیب تن کرتے ہیں، اور بہترین گاڑیوں پر سفر کرتے ہیں اور اپنی اولاد کے لیے جو چاہیں لا کر دیتے ہیں ..... لیکن میں ایسا نہیں ؟

بعض اوقات میں بھی محسوس کرتا ہوں کہ میں بھی اس امر واقع کے سامنے سرتسلیم خم کر چکا ہوں، میرے پاس کوئی اچھی ملازمت نہیں ہے، اور نہ ہی میرے پاس کوئی ایسی تعلیمی ڈگری ہے جو مجھے کوئی اچھی ملازمت دلا دے جس کے ذریعہ میں اپنے بیوی بچوں کے صحیح طرح اخراجات پورے کر سکوں، اور نہ ہی میرے پاس کوئی جمع پونجی ہے جس کے ذریعہ کوئی کاروبار شروع کروں.

خلاصہ یہ ہے کہ: اس وقت تو میری حالت اور بھی زیادہ خراب ہو چکی ہے کیونکہ گھریلو اخراجات بڑھ چکے ہیں اور میں محسوس کرتا ہوں کہ دنیا میرے سر پر سوار ہے میں اس کا وزن برداشت نہیں کر سکتا، ہر وقت پریشان اور غم کا شکار رہتا ہوں، اور دن بدن نیچے کی طرف ہی جا رہا ہوں، اور پریشانی بھی بڑھ رہی ہے.

اس لیے میں نے یہ فیصلہ کیا کہ مجھے کوئی اور کام کرنا چاہیے، اور اس کوئی ایسا کام تلاش کروں جو میرے حالات بدل دے، میں محسوس کرتا ہوں کہ کسی بھی وقت اپنی بیوی کھو سکتا ہوں، کیونکہ وہ مجھے ہر وقت کوئی اور کام تلاش کرنے پر ابھارتی رہتی ہے، کیونکہ وہ خود بھی ملازمت کرتی ہے اور میری تنخواہ سے تین گناہ زیادہ تنخواہ لیتی ہے، اور گھریلو اخراجات میں میری مدد کرتی، بلکہ مجھ سے بھی زیادہ اخراجات برداشت کرتی ہے.

ليكن مرد كى بھى كوئى عزت ہونى چاہيے، اور اس كے نفس كى عزت ہو، ميں جانتا ہوں كہ ان دنياوى امور ميں بيوى اپنے خاوند كى معاونت كر سكتى ہے اس ميں كوئى حرج نہيں ليكن معاملہ مختلف ہے كيونكہ وہ ميرى عيالدارى ميں ہے اس كے اخراجات ميرے ذمہ ہيں، بلكہ ايك دفعہ تو ايسا بھى ہوا كہ ميرى بيوى ميرے فقر كى بنا پر اپنے ميكے بھى چلى گئى اور وہ اس صورت حال سے خوش نہيں ہے، ميں محسوس كرتا ہوں كہ وہ حق پر ہے.

وہ ايسا كرے بھى كيوں نہ، اور كيسے اپنے ميكے جا كر نہ بيٹھے، كيونكہ وہ ديكھتى ہے كہ اس كى سارى سہيلياں اور سارى بہنيں شادى شدہ ہيں اور وہ اپنے ملكيتى گھروں ميں رہتى ہيں، اور اچھى سے اچھى گاڑى ركھى ہوئى ہے، اور بہتر سے بہتر وسائل راحت اختيار كيے ہوئے ہيں، ليكن اسے ان اشياء ميں سے كچھ بھى حاصل نہيں ہے.

اہم يہ ہے كہ ميں نے جب بھى عزم كيا يا ارادہ كيا كہ ميں كوئى اور كام تلاش كروں تو مجھے خوف اور ڈر سا لگا رہتا ہے كہ كہيں مستقبل ميں ناكام نہ ہو جاؤں، جيسا كہ ميں اوپر كى سطور ميں بيان كر چكا ہوں كہ ميں اپنے والد صاحب پر ہى اعتماد كرتا رہا ہوں، اور ميں نے كبھى بھى عليحدہ اكيلے كام نہيں كيا، ميرے والد صاحب نے مجھے عادى بنا ديا ہے كہ ميں ہر چيز ميں ان ميں پر اعتماد كرنے لگا ہوں، اور ميں يہ نقطہ ان كى مصلحت كے ليے ہى استعمال كرتا ہوں.

ليكن اب مجھے ايك ايسا كام ملا ہے جس كے بارہ ميں معلومات اكٹھى كرنے اور الحمد لله استخارہ كرنے كے بعد مجھے علم ہوا ہے كہ اس ميں ان شاء الله خير پائى جاتى ہے، ليكن اندر سے مجھے بہت زيادہ ڈر بھى محسوس ہو رہا ہے استخارہ كے بعد مجھے پچاس فيصد سكون حاصل ہوا ہے، ليكن باقى خوف اور حيرانى پائى جاتى ہے كہ كہيں ناكام نہ ہو جاؤں، ميں وضاحت كے ساتھ بتانا چاہتا ہوں كہ وہ كام درج ذيل ہے:

سامان كى نقل و حمل كے ليے گاڑى چلانا، كہ ہر چيز ايك علاقے سے دوسرے علاقے ميں نقل كى جائے كچھ لوگ حتى كہ ميرے بھائى بھى مجھے يہ كام كرنے پر طعنے ديتے اور عار دلاتے ہيں، حتى كہ ابتدا ميں تو ميرے والد صاحب بھى ميرے ساتھ مذاق كرنے والوں ميں شامل تھے.

ان كا كہنا تھا كہ ميں نے وہ كام شروع كيا ہے جو دوسرے ملكوں سے يہاں كر دوسرے ملازمين كرتے ہيں، ليكن مجھے تو يہ كام اچھا لگا ہے، ميں

اس سے اپنی روزی کماتا اور اپنے بیوی بچوں کے اخراجات پورے کرتا ہوں، اللہ سے توفیق کی دعا ہے.
برائے مہربانی یہ بتائیں کہ اس کام کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے ؟
اور میری حالت کے بارہ میں آپ کی رائے میں کیا حل ہے اور مجھے کیا کرنا چاہیے، اور کیا اگر میں اپنے والد سے علیحدہ اور دور رہ کر کوئی کام کرتا ہوں تو کیا میں نافرمان کہلاؤنگا، کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں والد صاحب کا نافرمان نہ بن جاؤں، اللہ سے میری دعا ہے کہ میں اپنے والدین سے حسن سلوك کرنے والا بنوں ؟

الحمد للہ:

اول:
کمال ایمان میں شامل ہے کہ مسلمان کے لیے اللہ سبحانہ و تعالی نے دنیاوی معاملہ میں جو کچھ تقسیم کیا ہے یعنی روزی اور کام و ملازمت وغیرہ اس پر راضی ہو اور اسے قبول کرے اور نعمت پر شکر کی تکمیل اس طرح ہوتی ہے کہ:
مسلمان شخص اپنے اوپر والے شخص کو مت دیکھے کہ جسے اللہ نے دنیاوی امور میں اس پر فضیلت دی ہے اسے دیکھتا پھر اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے، تا کہ اسے اللہ کی نعمت کی قدر ہو سکے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
" جب تم میں سے کوئی شخص اسے دیکھے جسے مال اور خلقت میں اس پر فضیلتی دی گئی ہے تو وہ اپنے سے کم تر شخص کی طرف دیکھے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (٦١٢٥) صحیح مسلم حدیث نمبر (٢٩٦٣).
ایك روایت میں یہ الفاظ ہیں:

" تم اسے دیکھو جو تم سے نیچے ہے، اور اپنے سے اوپر والے کو مت دیکھو، یہ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ تم اپنے اوپر اللہ کی نعمت کی قدر کرو گے اسے حقیر نہیں جانو گے "

صحيح بخارى حديث نمبر (٦٤٩٠) صحيح مسلم حديث نمبر (٢٩٦٣).

اس كا معنى يہ نہيں كہ اگر وہ اس امر پر راضى نہيں تو امر واقع كے سامنے سرتسليم خم كر دے، يا پھر دين و دنيا ميں اسے اس سے بہتر حاصل ہونا ممكن ہو تو وہ اسى پر گزارا كرے اور اس سے بہتر كى تلاش نہ كرے.

نہيں بلكہ اسے اللہ كى تقدير كو اللہ كى تقدير سے ہى ہٹانا چاہيے، تو وہ روزى كے ليے بہتر وسائل تلاش كرے، اور تقدير كو اسباب كے ساتھ دور كرے، يعنى ملازمت اور تجارت اور كام كر كے.

دوم:
والدين كے ساتھ حسن سلوك كرنا بہت بڑى نيكى اور اللہ كے قرب كا باعث ہے، جس سے اللہ سبحانہ و تعالى كى خوشنودى اور رضا حاصل ہوتى ہے، اور اسے دنيا و آخرت كى توفيق سے نوازا جاتا ہے، اللہ سبحانہ و تعالى اس كى بنا پر بندے سے تكليف و شرور اور گناہ و آزمائش دور كرتا ہے، اور اس كا علم اللہ ہى كو ہے.

اسى ليے اللہ سبحانہ و تعالى نے والد كا حق بہت بڑا بيان كيا ہے، حديث ميں اس كى تصريح كچھ اس طرح ہے:

ابو ہريرہ رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:
" بيٹا اپنے باپ كا بدلہ اسى صورت ميں دے سكتا ہے كہ اگر وہ اپنے والد كو غلام پائے تو اسے خريد كر آزاد كر دے "
صحيح مسلم حديث نمبر (١٥١٠).
امام نووى رحمہ اللہ كا كہنا ہے:

" يعنى وہ والد كے احسان كا بدلہ اور اس كا حق اسى صورت ميں كر سكتا ہے كہ وہ اسے خريد كر آزاد كر دے "

دیكھیں: شرح مسلم للنووی (١٠ / ١٥٣).

جب آپ اپنے والد كے ساتھ حسن سلوك كرتے رہیں اور ان كے حق میں كوئی كوتاہی نہ كریں تو آپ كا اپنے والد كے پاس سے نكل كر كہیں اور ملازمت اور كام تلاش كرنے میں ان كے ساتھ قطع تعلقی میں شامل نہیں ہوگا، خاص كر جب آپ كے بیوی بچے اس كے ضرورتمند بھی ہیں كہ آپ كوئی ایسا كام كریں جس میں آپ كو زیادہ فائدہ ہو.

ہو سكتا ہے آپ اپنے والد صاحب كے كام كی بجائے كوئی اور كام تلاش كریں تو یہ آپ كے والد كے احساسات كو بیدار كر دے اور وہ آپ كی ضرورت محسوس كرتے ہوئے آپ كی تنخواہ میں اضافہ كر دے، اور آپ كی معاشی حالت بہتر ہو جائے.

سوم:
آئندہ مستقبل كے بارہ میں خوفزدہ ہونا اللہ سبحانہ و تعالی پر توكل میں كمزوری اور ضعف كی علامت ہے، قوی ایمان والا مومن شخص تو اپنی عمر میں سے كوئی وقت اس لیے نہیں دیتا كہ وہ آنے والے كل كی پریشانی میں مبتلا ہو اور غم میں پڑا رہے.

اس كا یہ معنی نہیں كہ مستقبل كی راحت كے لیے جائز اسباب بھی اختیار نہ كیے جائیں، بعض اوقات رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں كے لیے پورے سال كا غلہ اكٹھا كر لیا كرتے تھے.

اس كلام سے ہمارا مقصد تو یہ ہے كہ مومن شخص میں قوت ایمانی ہونی چاہیے جس سے وہ آئندہ مستقبل میں پیش آنے والی پریشانی اور خوف كو ختم اور دور كر سكے.
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان كرتے ہیں كہ رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" قوی اور طاقتور مومن اللہ كے ہاں ضعیف اور كمزور مومن سے بہتر اور زیادہ محبوب ہے، اور ہر ایك میں خیر پائی جاتی ہے، جو چیز تمہیں

فائدہ دے اس كى حرص ركھو، اور اللہ سے مدد مانگو، اور عاجز مت ہو جاؤ.

اور اگر آپ كو كچھ (تكليف) ہو جائے تو يہ مت كہو كہ اگر ميں ايسے ايسے كر ليتا تو يہ ہو جاتا، ليكن يہ كہو كہ اللہ تعالى نے جو مقدر كيا تھا وہى ہو، اور اللہ نے جو چاہا كر ديا كيونكہ اگر (لو) شيطانى عمل كا دروزاہ كھولتا ہے "

صحيح مسلم حديث نمبر (٢٦٦٤).

چنانچہ مومن شخص اپنے توكل كى بنا پر قوى و طاقتور ہوتا ہے، اور وہ اپنے خالق و مالك اللہ سبحانہ و تعالى كى مدد و تعاون كر كے قوى ہوتا ہے، مسلمان شخص جو كمزورى اور ضعف يا پھر خوف محسوس كرتا ہے وہ تو صرف شيطانى وسوسہ اور چال ہوتى ہے.

اس ليے مومن شخص پر واجب ہے كہ وہ اللہ سبحانہ و تعالى سے دعا كر كے اور اللہ كى مدد طلب كرتے ہوئے اللہ پر حس توكل كے ساتھ اس وسوسہ كو دور كرے.

اس ليے آپ جو كام بھى كرنا چاہتے ہيں اس ميں اللہ تعالى سے استخارہ كريں، اگر اس كام كے ليے آپ كا شرح صدر ہو اور وہ كام آپ كے ليے آسان ہو جائے تو آپ اس كام كو كر ليں اور اس ميں كسى بھى قسم كا تردد مت كريں، اور اللہ سے مدد طلب كرتے ہوئے كام شروع كر ديں.

مزيد آپ سوال نمبر (٢٠٠٨٨) كے جواب كا مطالعہ ضرور كريں.

چہارم:
سامان اور اشياء منتقل كرنے ميں بطور ڈرائيور كام كرنا كوئى گندا اور برا عمل نہيں، اور نہ ہى يہ كام كسى شخص كے ليے عيب كہلاتا ہے، چاہے آپ كے ملك ميں يہ كام دوسروں ملكوں سے آنے والے ملازمين كے ساتھ مخصوص ہے.

چرواہے کا کام کرنے سے اکثر لوگ پسند نہیں کرتے حالانکہ انبیاء و رسولوں نے یہ کام کیا ہے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اللہ سبحانہ و تعالی نے جتنے بھی انبیاء مبعوث کیے سب نے بکریاں چرائی ہیں "

صحابہ کرام نے عرض کیا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے بھی ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جی ہاں، میں اہل مکہ کی چند قیراط کے عوض بکریاں چرایا کرتا تھا "

صحیح بخاری حدیث نمبر (٢١٤٣).

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" زکریا (علیہ السلام) بڑھئی تھے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (٢٣٧٩).

اور اللہ سبحانہ و تعالی نے قرآن مجید میں بتایا ہے کہ داود علیہ السلام لڑائي میں استعمال کی جانے والی درع بنایا کرتے تھے، اور یہ چیز اللہ سبحانہ و تعالی نے انہیں سکھائی تھی.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

{ اور ہم نے پہاڑ داود (علیہ السلام) کے تابع کر دیے جو ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے، اور پرندے بھی، اور ہم کرنے والے تھے }

{ اور ہم نے اسے تمہارے لیے لباس بنانے کی کاریگری سکھائی تا کہ لڑائی کے ضرر سے تمہارا بچاؤ ہو، کیا تم شکر گزار بنو گے }الانبیاء (۷۹ - ۸۰).

بلکہ ہو سکتا ہے آپ نے جو کام کرنے کی نیت کر رکھی ہے وہ کمائی اور آمدنی میں سب سے بہتر ہو؛ کیونکہ یہ آپ کے ہاتھ کی کمائی ہوگی، اور پھر حدیث میں وارد ہے کہ:

خالد بن معدان مقدام رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اپنے ہاتھ سے کام کرنے والی کی کمائی سے بہتر کسی کی کمائی نہیں ہے، اور پھر اللہ کے نبی داود علیہ السلام تو اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے تھے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (١٩٦٦).

اس لیے میرے بھائی میری آپ کو یہی نصیحت ہے کہ:

آپ اپنے والد سے بہتر اور اچھے طریقہ سے بات کریں کہ جب آپ اپنا کام پوری دیانتداری سے کر رہے ہیں اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے تو وہ آپ کی تنخواہ میں اضافہ کر کے آپ کی حالت سدھارے، اور اس سلسلہ میں آپ اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا بھی کریں کہ وہ آپ کے والد کا آپ کے لیے شرح صدر کر دے، اور صحیح راہ دکھائے.

اور اگر وہ یہ قبول نہ کریں اور آپ کو کوئی ایسی ملازمت اور کام مل جائے جو آپ کے لیے کافی ہو تو آپ کے لیے کوئی دوسرا کام کرنے میں کوئی حرج نہیں، چاہے وہ ڈرائیور کا کام ہو یا پھر کوئی اور تا کہ آپ اپنی معاشی حالت کو درست کر سکیں.

اور ایسا کرنا قطع رحمی نہیں کہلائیگا، اور جب ڈرائیوری کے کام میں کوئی حرام یا شبہ والی چیز شامل نہیں ہی تو پھر آپ اس کو ہیچ مت تصور کریں اور اسے اختیار کرنے میں ہچکاہٹ کا شکار نہ ہوں، کیونکہ آدمی کے لیے بہتر اور اچھی کمائی وہی ہے جو وہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتا ہے.

اور اگر آپ کو کوئی ایسا کام ملتا ہے جس پر آپ کا والد اور بھائی بھی موافق ہوں تو ہماری رائے یہی ہے کہ آپ وہ کر لیں، تو اس طرح آپ کے لیے اپنے خاندان والوں کی رضامندی اور کام دونوں کو جمع کر لیں گے.

یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کا ڈرائیوری اختیار کرنا آپ کی اولاد کے لیے رشتہ داروں میں حرج کا باعث بنے جسے آپ دور نہ کر سکیں، اس لیے آپ ان نفسیاتی امور کو ذرا غور سے دیکھیں.

رہا شرعی طور پر جائز ہونے کے اعتبار سے تو یہ جائز ہے اور فی ذاتہ اس کام میں کوئی عیب نہیں، اور نہ ہی یہ کام ہیچ شمار ہوتا ہے، لیکن ہماری رائے ہے کہ آپ اپنے خاندان والوں کی خوشی کا بھی خیال کریں، اور جس ماحول میں رہتے ہیں اس کے عرف کو بھی مدنظر رکھیں کیونکہ یہ اہم ہے، اور پھر آپ ان کی مخالفت بھی نہیں کرنا چاہتے، بلکہ آپ کوئی ایسا کام چاہتے ہیں جس سے آمدنی ہو اور آپ کی معاشی حالت بہتر ہو جائے.

اس لیے آپ کوئی ایسا کام تلاش کریں جو آپ کے ماحول کے مناسب ہو، اور اگر ممکن ہو سکے تو آپ اپنے والد کے ساتھ کیے ہوئے کام میں تجربہ سے بھی مستفید ہوں، اور تجارت کریں امید ہے کہ آپ کے لیے یہی مناسب ہوگا.

ب ـ اللہ پر حسن توکل کرتے ہوئے آپ مستقبل کے بارہ میں خوف کو دور کر دیں، اور اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے کثرت سے گریہ زاری کریں کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی ہی آپ کو کافی ہے.

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ آپ کو عافیت سے نوازے اور آپ کے رزق میں وسعت پیدا فرمائے، اور آپ سے خوف و خدشات کو دور کرے، اور آپ کے والد کا شرح صدر کرے تا کہ وہ آپ کی حالت کو سدھارنے کا باعث بنے.

واللہ اعلم .